

قانون معاشرت

(۷)

(گزشتہ سے پیوستہ)

مباشرت

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ، قُلْ هُوَ أَذَى، فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ، وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهَرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ، إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ - نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأَتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ، وَقَدِّمُوا لِنَفْسِكُمْ، وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلْقَوُهُ، وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ - (البقرہ: ۲۲۲-۲۲۳)

”اور وہ تم سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دو: یہ نجاست ہے۔ چنانچہ حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ خون سے پاک نہ ہو جائیں، اُن کے قریب نہ جاؤ۔ پھر جب وہ نہا کر پاکیزگی حاصل کر لیں تو اُن سے ملاقات کرو، جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ بے شک، اللہ توبہ قبول کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تمہاری یہ عورتیں تمہارے لیے کھیتی ہیں۔ لہذا تم اپنی اس کھیتی میں جس طرح چاہو، آؤ اور (اس کے ذریعے سے دنیا اور آخرت، دونوں میں) اپنے لیے آگے بڑھاؤ،^{۱۹} اور اللہ سے ڈرتے رہو اور خوب جان لو کہ تمہیں (ایک دن) لازماً اس سے ملنا ہے۔ اور ایمان والوں کو، (اے پیغمبر، اس ملاقات کے موقع پر فلاح و سعادت کی) خوش خبری سنا دو۔“

مرد و عورت کا جنسی تعلق تو انسان کی جبلت ہے اور وہ اس معاملے میں کسی ہدایت کا محتاج نہیں ہوتا، لیکن حیض و نفاس کے

۱۹ یعنی ایسی اولاد پیدا کرو جو دنیا اور آخرت، دونوں میں تمہارے لیے سرمایہ بنے۔ اس ہدایت کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ لوگ بچوں کی پیدائش کے معاملے میں اپنے اقدام کی ذمہ داری سمجھیں اور جو کچھ کریں، اس ذمہ داری کو پوری طرح سمجھ کر کریں۔

جودن عورتوں پر آتے ہیں، ان میں بھی یہ تعلق کیا قائم رہنا چاہیے؟ بالبداهت واضح ہے کہ دین جس کا مقصد ہی تزکیہ ہے، وہ اسے گوارا نہیں کر سکتا۔ لہذا تمام الہامی مذاہب نے اس سوال کا جواب نفی میں دیا ہے اور ان ایام میں یہ تعلق ممنوع ٹھہرایا ہے۔ دین ابراہیمی کے زیر اثر عرب جاہلیت بھی اسے ناجائز ہی سمجھتے تھے۔ ان کی شاعری میں اس کا ذکر کئی پہلوؤں سے ہوا ہے۔ اس معاملے میں کوئی اختلاف نہ تھا، لیکن عورت ان ایام سے گزر رہی ہو تو اس سے اجتناب کے حدود کیا ہیں، اس میں، البتہ بہت کچھ افراط و تفریط پائی جاتی تھی۔ چنانچہ لوگوں نے پوچھا تو قرآن نے اس کے متعلق شریعت کا حکم سورہ بقرہ کی ان آیات میں وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا۔ استاذ امام امین احسن اصلاحی ان کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”اس زمانے میں عورت سے علیحدہ رہنے (اعتزال) کا جو حکم دیا ہے، اس کی صحیح حد آگے کے الفاظ و لا تقربوہن حتی یطہرن فاذا تطہرن فاتوہن من حیث امرکم اللہ (اور تم ان سے قربت نہ کرو، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، تو جب وہ پاکیزگی حاصل کر لیں تو ان کے پاس آؤ، جہاں سے اللہ نے تم کو حکم دیا ہے) سے خود واضح ہو رہی ہے کہ یہ علیحدگی صرف زن و شو کے خاص تعلق کے حد تک ہی مطلوب ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت کو بالکل اچھوت بنا کے رکھ دو، جیسا کہ دوسرے مذاہب میں ہے۔ اس چیز کی وضاحت احادیث اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بھی ہوئی ہے۔“
(تذکر قرآن ۱/۵۲۶)

روایات درج ذیل ہیں:

سیدہ عائشہ کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف ہوتے اور وہ حیض کی حالت میں آپ کے سر میں کنگھی کر دیتی تھیں۔^{۲۰}

سیدہ ہی کا بیان ہے کہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گود میں تکیہ کیے ہوئے قرآن پڑھتے تھے۔^{۲۱}

انہی سے روایت ہے کہ ہم میں سے کوئی حیض کی حالت میں ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب آنا چاہتے تو ہدایت کرتے کہ حیض کی جگہ پر تہ بند باندھ لے، پھر قریب آ جاتے۔^{۲۲}

وہ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں پانی پیتی، پھر وہی پانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی اور آپ اسی جگہ منہ رکھ کر پی لیتے جہاں میں نے رکھا ہوتا۔ اسی طرح ہڈی چوستی، پھر آپ کو دے دیتی اور آپ اسی جگہ منہ رکھ کر کھالیتے جہاں میں نے رکھا ہوتا۔^{۲۳}

۲۰ بخاری، رقم ۲۹۶۔

۲۱ بخاری، رقم ۲۹۷۔

۲۲ بخاری، رقم ۳۰۲۔

۲۳ مسلم، رقم ۳۰۰۔

استاذ امام لکھتے ہیں:

”اس آیت میں ’طہر‘ اور ’تطہر‘ دو لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ طہر کے معنی تو یہ ہیں کہ عورت کی ناپاکی کی حالت ختم ہو جائے اور خون کا آنا بند ہو جائے اور تطہر کے معنی یہ ہیں کہ عورت نہادھو کر پاکیزگی کی حالت میں آجائے۔ آیت میں عورت سے قربت کے لیے طہر کو شرط قرار دیا ہے اور ساتھ ہی فرما دیا ہے کہ جب وہ پاکیزگی حاصل کر لیں، تب ان کے پاس آؤ۔ جس سے یہ بات نکلتی ہے کہ چونکہ قربت کی ممانعت کی اصلی علت خون ہے، اس وجہ سے اس کے انقطاع کے بعد یہ پابندی تو اٹھ جاتی ہے، لیکن صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب عورت نہادھو کر پاکیزگی حاصل کر لے، تب اس سے ملاقات کرو۔“

(تذکر قرآن ۱/۵۲۶)

اس کے ساتھ یہ بات بھی قرآن نے انہی آیات میں واضح کر دی ہے کہ نہادھو کر پاکیزگی حاصل کر لینے کے بعد بھی عورت سے ملاقات لازماً اسی راستے سے ہونی چاہیے جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کر رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: ’فأتواھن من حیث امرکم اللہ‘ (تو ان سے ملاقات کرو، جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے)۔ یہ چیز بدیہیات فطرت میں سے ہے اور اس پہلو سے، لاریب خدا ہی کا حکم ہے۔ اگر کوئی شخص اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ، درحقیقت خدا کے ایک واضح، بلکہ واضح تر حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے، اور اس پر یقیناً اس کے ہاں سزا کا مستحق ہوگا۔

قرآن نے یہی بات اس کے بعد کھیتی کے استعارے سے واضح فرمائی ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”عورتوں کے لیے کھیتی کے استعارے میں ایک سیدھا سادہ پہلو تو یہ ہے کہ جس طرح کھیتی کے لیے قدرت کا بنایا ہوا یہ ضابطہ ہے کہ تخم ریزی ٹھیک موسم میں اور مناسب وقت پر کی جاتی ہے، نیز بیج کھیت ہی میں ڈالے جاتے ہیں، کھیت سے باہر نہیں پھینکے جاتے، کوئی کسان اس ضابطے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، اسی طرح عورت کے لیے فطرت کا یہ ضابطہ ہے کہ ایام ماہواری کے زمانے میں یا کسی غیر محل میں اس سے قضائے شہوت نہ کی جائے، اس لیے کہ حیض کا زمانہ عورت کے جہام اور غیر آمادگی کا زمانہ ہوتا ہے، اور غیر محل میں مباشرت باعث اذیت و اضطراب ہے۔ اس وجہ سے کسی سلیم الفطرت انسان کے لیے اس کا ارتکاب جائز نہیں۔“ (تذکر قرآن ۱/۵۲۷)

اس کے بعد ’فأتواھن من حیث امرکم اللہ‘ (لہذا تم اپنی اس کھیتی میں جس طرح چاہو، آؤ) کی وضاحت میں انہوں نے لکھا ہے:

”(اس) میں یہ بیک وقت دو باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ ایک تو اس آزادی، بے تکلفی، خود مختاری کی طرف جو ایک باغ یا کھیتی کے مالک کو اپنے باغ یا کھیتی کے معاملے میں حاصل ہوتی ہے، اور دوسری اس پابندی، ذمہ داری اور احتیاط کی طرف جو ایک باغ یا کھیتی والا اپنے باغ یا کھیتی کے معاملے میں ملحوظ رکھتا ہے۔ اس دوسری چیز کی طرف ’حسرت‘ کا لفظ اشارہ کر رہا ہے اور پہلی چیز کی طرف ’انسی شئتم‘ کے الفاظ۔ وہ آزادی اور یہ پابندی، یہ دونوں چیزیں مل کر اس رویے کو متعین کرتی ہیں جو

ایک شوہر کو بیوی کے معاملے میں اختیار کرنا چاہیے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ ازدواجی زندگی کا سارا سکون و سرور فریقین کے اس اطمینان میں ہے کہ ان کی خلوت کی آزادیوں پر فطرت کے چند موٹے موٹے قیود کے سوا کوئی قید، کوئی پابندی اور کوئی نگرانی نہیں ہے۔ آزادی کے اس احساس میں بڑا کیف اور بڑا نشہ ہے۔ انسان جب اپنے عیش و سرور کے اس باغ میں داخل ہوتا ہے تو قدرت چاہتی ہے کہ وہ اپنے اس نشہ سے سرشار ہو، لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی اس کے سامنے قدرت نے رکھ دی ہے کہ یہ کوئی جنگل نہیں، بلکہ اس کا اپنا باغ ہے اور یہ کوئی ویرانہ نہیں، بلکہ اس کی اپنی کھیتی ہے، اس وجہ سے وہ اس میں آنے کو تو سو بار آئے اور جس شان، جس آن، جس سمت اور جس پہلو سے چاہے آئے، لیکن اس باغ کا باغ ہونا اور کھیتی کا کھیتی ہونا یاد رکھے۔ اس کے کسی آنے میں بھی اس حقیقت سے غفلت نہ ہو۔“ (تدبر قرآن ۱/۵۲)

یہ ہدایات کس درجہ اہمیت رکھتی ہیں؟ قرآن نے اسے ان آیتوں میں ’ان اللہ يحب التوابين و يحب المتطهرين‘ (بے شک، اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے) کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ آیت کے اس حصے کی وضاحت استاذ امام امین احسن اصلاحی نے اس طرح کی ہے:

”توبہ اور تطہر کی حقیقت پر غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ توبہ اپنے باطن کو گناہوں سے پاک کرنے کا نام ہے اور تطہر اپنے ظاہر کو نجاستوں اور گندگیوں سے پاک کرنا ہے۔ اس اعتبار سے ان دونوں کی حقیقت ایک ہوئی اور مومن کی یہ دونوں خصلتیں اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں۔ اس کے برعکس جو لوگ ان سے محروم ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہیں۔ یہاں جس سیاق میں یہ بات آئی ہے، اس سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ جو لوگ عورت کی ناپاکی کے زمانے میں قربت سے اجتناب نہیں کرتے یا قضاے شہوت کے معاملے میں فطرت کے حدود سے تجاوز کرتے ہیں، وہ اللہ کے نزدیک نہایت مبغوض ہیں۔“

(تدبر قرآن ۱/۵۲۶)

(باقی)